

التبیان میں شیخ طوسیؒ کی تفسیری روش

METHODOLOGY OF SHAIKH ALTUSI IN "AL-TIBYAN"

Mukhtar Hussain Jafri

Abstract:

The great interpretation of the Holy Quran "Al-Tibyan" is the first comprehensive Shiite interpretation by Abu Ja'far Muhammad Ibn Hasan Al-Tusi who is known as the leader of Al-Imamiya. Al-Tusi has not only confined himself in this book to the collection of interpretational traditions but has also done analysis and ijthad by himself. In this interpretation, in addition to researching the traditions of the fourteen infallibles and the Companions of the Prophet, he has also recorded the opinions and thoughts of the commentators before him. In this article, while discussing the method of "Al-Tebiyaan" interpretation, it is stated that Sheikh Tusi's method is comprehensive as well as has a theological taste.

Key words: Holy Quran, Al-Tibyan, Interpretation Methodology, Shaikh Al-Tusi.

خلاصہ

قرآن کریم کی عظیم الشان تفسیر "التبیان" ابو جعفر محمد بن حسن طوسیؒ کے ذریعے لکھی گئی پہلی جامع شیعہ تفسیر ہے۔ الطوسیؒ کو شیعہ الامامیہ کے شیخ اور رہبر و رہنما کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ شیخ الطوسیؒ نے اس کتاب میں صرف تفسیری روایات کی جمع آوری پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ اپنی طرف سے تجزیہ، تحلیل اور اجتہاد بھی کیا ہے۔ آپ نے اس تفسیر میں چہارہ معصومین علیہم السلام اور صحابہ کرام کی روایات کی تحقیق و تدقیق کے علاوہ، اپنے سے پہلے مفسرین کی آراء و افکار کو بھی قلمبند کیا ہے۔ اس مقالے میں تفسیر التبیان کی روش اور طریقہ کار کو زیر بحث لاتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیخ طوسیؒ کی روش، ایک جامع روش ہونے کے ساتھ ساتھ کلامی ذوق رکھتی ہے۔

کلیدی کلمات: قرآن کریم، التبیان، تفسیری روش، شیخ الطوسیؒ۔

شیخ طوسیؒ کا تعارف

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسیؒ (460-375ھ-ق) تمام علوم و فنون جیسے فقہ، اصول، حدیث، تفسیر، کلام اور ادب میں نابغہ روزگار تھے اور آپ نے اپنی تمام عمر کو دین و مذہب کی خدمت میں صرف کر دیا اور اسی وجہ سے آپ جہان تشیع بلکہ جہان اسلام میں ایک خاص مقام اور منزلت رکھتے ہیں۔ آپ مایہ ناز شیعہ فقہاء اور محدثین میں سے ایک فقیہ اور محدث ہیں۔ آپ کتب اربعہ میں سے دو کتابوں تہذیب الاحکام اور الاستبصار کے مولف بھی ہیں۔ شیخ طوسیؒ 408 ہجری قمری کو 23 سال کی عمر میں عراق تشریف لے گئے اور 5 سال تک شیخ مفیدؒ کی شاگردی میں رہے۔ آپ شیخ مفیدؒ کے علاوہ 3 سال تک حسین بن عبداللہ عضائری، ابن حاشر بزاز، ابن ابی جید اور ابن الصلت کے شاگرد بھی رہے ہیں۔ آپ نے سید مرتضیٰ علم الہدی کے زمانے کو درک کیا ہے۔¹

شیخ طوسیؒ کی وفات کے بعد کسی میں ان کے نظریات سے مخالفت کرنے کی جرأت نہیں تھی یہاں تک کہ ابن ادریس (متوفی 597 ہجری قمری) نے ان کے نظریات پر تنقید شروع کی۔ آپ کی کتاب النہایہ شیعہ مدارس میں پڑھائی جانے والی درسی کتب میں شامل تھی۔ جب محقق حلی (متوفی 676 ہجری قمری) نے کتاب شرایع الاسلام لکھی تو طالب علوم دینی اس کتاب کو شیخ طوسیؒ کی کتابوں سے پہلے پڑھتے تھے۔ شیخ طوسیؒ نے علم فقہ کے تمام ابواب میں کتابیں تالیف کی ہیں اور ہر شعبے میں ان کی کتابیں متاخرین کے لئے مرجع علمی ہوا کرتی تھیں کیونکہ ان سے پہلے موجود بہت ساری کتب کرخ میں شاپور لاسبری کو آگ لگنے کے سبب جل کر راکھ ہو گئی تھیں۔²

سید مرتضیٰ علم الہدی کی وفات کے بعد اہل تشیع کی زعامت و مرجعیت جناب شیخ طوسیؒ کی طرف منتقل ہوئی۔ آپ علمی برجستگی اور اجتماع و مذہب نفوذ کی وجہ سے خلیفہ عباسی القائم نے انہیں علم کلام کی کرسی عطا کی۔³ شیخ طوسیؒ قرن پنجم میں ابتداء میں بغداد اور پھر نجف اشرف میں اہل تشیع کے مرجع کل اور رہبر تھے؛ وہ اس طرح کہ مختلف مناطق اور ملکوں سے لوگ آپ کو وجوہات شرعیہ دینے اور مسائل شرعیہ پوچھنے کی غرض سے آپ کے پاس بغداد آتے تھے⁴ لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بغداد میں 448 ہجری قمری میں طغرل بیک کے بغداد میں وارد ہوتے ہی مخالفین نے آپ کے گھر پر دھاوا بول دیا اور آپ کا کتابخانہ، کرسی علم کلام اور گھر کی دوسری چیزوں کو آگ لگا دی۔ اسی وجہ سے شیخ ناچار ہو کر نجف اشرف کی طرف ہجرت کر گئے۔ شیخ بزرگ نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے جوار میں اپنی بحث و تہمیش اور تحقیق و تالیف کو جاری رکھا اور تشیع کی تہذیب کو زندہ کرنے میں شایان شان خدمت کی اور نجف اشرف میں حوزہ علمیہ کی بنیاد رکھی۔⁵

عصر حاضر میں بھی ان کے فقہی نظریات اور تحریریں جیسے نہایہ، الخلاف اور مبسوط شیعہ فقہاء کی توجہ کا مرکز ہیں۔ التبیان آپ کی اہم ترین تفسیری کتاب ہے۔ شیخ طوسیؒ دوسرے اسلامی علوم جیسے رجال، کلام اور اصول فقہ

وغیرہ میں بھی صاحب نظر تھے اور ان علوم میں بھی ان کے آثار کافی شہرت کے حامل ہیں۔ انہوں نے مکتب اہل بیت علیہم السلام کے طریقہ اجتہاد میں ایک تحول ایجاد کیا اور اس کے مباحث کو وسعت دی اور اہل سنت کے اجتہاد کے مقابلے میں اسے ایک الگ تشخص اور استقلال عطا کیا۔ اہل تشیع اور اہل تسنن کے 300 سے زیادہ مجتہدین نے شیخ طوسیؒ کی شاگردی اختیار کی ہے۔ جن میں سے بعض کے نام مندرجہ ذیل ہیں⁶: ابو الصلاح حلبی، شہر آشوب سروی مازندرانی، ابو الفتح محمد بن علی کراچکی، ابوطالب اسحاق بن محمد بن حسن، ابو علی حسن بن شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسیؒ وغیرہ۔ سرانجام شیخ الطائفہ 460 ہجری قمری میں اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف انتقال کر گئے۔⁷

تفسیر التبیان کا تعارف، اہمیت اور خصوصیات

"التبیان فی تفسیر القرآن"⁸ پانچویں صدی کے قیمتی آثار میں سے ایک مایہ ناز اور ماندگار اثر شمار ہوتی ہے اور عالم تشیع میں مہم ترین، کامل ترین اور معتبر ترین تفسیر ہے کہ جسے شیخ الطائفہ شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن حسن طوسیؒ نے بغداد میں اپنے قیام کے دوران، عربی زبان میں تحریر فرمایا۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان کلامی ابحاث اور مناظروں کی فضا عروج پر تھی۔ لہذا شیخ طوسیؒ نے اپنی تفسیر میں اشاعرہ، مجبرہ، معتزلہ، مجسمہ، مشبہ، حشویہ، مرجہ، خوارج، کرامیہ، غلاة اور تناسخیہ وغیرہ جیسے اسلامی فرقوں کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے مسلک کے حوالے سے ان کے شکوک، شبہات اور اعتراضات کے قانع کنندہ جوابات دیے ہیں۔ روش کے لحاظ سے شیخ طوسیؒ اپنی تفسیر میں آیات کا متن لانے کے بعد سب سے پہلے مشکل کلمات کی تحقیق اور قرآنتوں کے اختلاف کو بیان کرتے ہیں۔ پھر اس ضمن میں مفسرین کے مختلف اقوال لاتے اور آیت کے مفہوم کو مختصر اور مطلوب صورت میں بیان کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شان نزول اور فقہی اور اعتقادی اختلافات پر بھی اپنی خاص نظر دیتے ہوئے اسے واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔ شیخ طوسیؒ نے اپنی تفسیر میں اول سے آخر تک چہارہ معصومین علیہم السلام کی روایات سے استفادہ کرتے ہوئے اور شیعہ، سنی مفسرین کے اقوال بیان کرتے ہوئے اسے انتہائی محکم تفسیر بنا دیا ہے۔ اس تفسیر کی روش اور مہم ترین خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1. تفسیر التبیان وہ پہلی مفصل اور جامع شیعہ تفسیر ہے کہ جس میں تفصیلاً مخالفین کے اشکالات اور مطاعن کے جوابات دیے گئے ہیں اور اس کے علاوہ فقہ و کلام امامیہ کو دلائل و براہین کے ساتھ واضح اور روشن کیا گیا ہے۔

2. تفسیر التبیان وہ پہلی جامع کتاب ہے کہ جس میں قرآن سے متعلق تمام علوم اور مباحث کلامی کے علاوہ ادبی، فقہی اور تاریخی مباحث کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ طبریؒ نے شیخ طوسیؒ اور ان کی تفسیر التبیان کی تعریف و ستائش کرتے ہوئے، انہیں اپنی تفسیر میں اپنا پیشوا اور مقتدا تسلیم کیا ہے اور ان الفاظ سے انہیں یاد کیا ہے: ”وہو القدوۃ استضعی بانوارہ واطا مواقع آثارہ“⁹ شیخ طوسیؒ وہ مقتدا اور پیشوا ہیں کہ جن کے نور علم سے روشنی کسب کی جاتی ہے اور ان کے آثار سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

3. شیخ طوسیؒ تفسیر التبیان میں قرآنی کلمات کی مختلف قرائتیں، معانی، اعراب، صرفی و اشتقاقی موضوعات، اور تنابہ آیات سے متعلق بحث و تہیص کے علاوہ کلمات کے درمیان پائے جانے والے لغوی فرق کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ البتہ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اس عظیم کتاب میں متنوع مطالب اور مختلف مباحث کو کسی خاص نظم و ضبط کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا۔ اگر ان مطالب اور مباحث کو ایک دوسرے سے جدا اور ایک خاص نظم میں پرو دیا جاتا تو بہتر تھا۔ طبریؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں: ”غیرانہ خلط فی اشیاء مباد ذکرہ فی الاعراب والنحو، اللغت بالسیین“¹⁰ ترجمہ: (اتنی اچھی تفسیر ہونے کے باوجود) اس کتاب میں صرف و نحو اور لغت کے بہت سے مسائل و مطالب کو مخلوط کر دیا گیا ہے۔

تفسیر التبیان کی تالیف کا سبب

شیخ طوسیؒ تفسیر التبیان لکھنے کے انگیزے کو مقدمہ میں اس طرح بیان کرتے ہیں: ”امابعد، فان الذی حبلنی علی الشروع فی عمل هذا الكتاب، انی لم أجد احدا من اصحابنا۔ قدیسا و حدیثا۔ من عمل کتابا یحتوی علی تفسیر جیب القرآن و یشتغل علی فنون معانیہ۔“ یعنی: ”وہ چیز کہ جس نے مجھے اس کام کے کرنے پر مجبور کیا وہ یہ ہے کہ مکتب اہل بیت کے قدیم و معاصر علماء کے تمام آثار میں مجھے کوئی ایسی تفسیر کی کتاب نہیں ملی کہ جو مکمل قرآن کی تفسیر اور قرآنی علوم و فنون پر مشتمل ہو۔“ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ طوسیؒ کے زمانے تک علماء شیعہ میں سے کسی نے ایسی تفسیر نہیں لکھی تھی جو قرآن کے تمام علوم و فنون پر مشتمل ہو۔ اس کے علاوہ وہ اپنی کتاب الفہرست¹¹ میں بھی ”لم یعمل مثله“ یعنی ”اس جیسا کام پہلے نہیں ہوا“ جیسی تعبیر استعمال کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی نظر میں ان کی تفسیر بے نظیر اور اس میدان میں پہلا قدم شمار ہوتی ہے۔ لہذا اس اعتبار سے شیخ طوسیؒ کو شیعہ تفسیر کے فن کا پیشوا اور امام کہا جاسکتا ہے۔

تفسیری روش، تعریف اور اہمیت

روش تفسیری سے مراد وہ طریقہ کار ہے کہ جسے ایک مفسر آیت کے مقصود اور معنی کو واضح کرنے کے لئے اپنانا ہے۔ جیسے روش تفسیر قرآن بہ قرآن، روش تفسیر قرآن بہ سنت اور روش تفسیر قرآن بہ عقل وغیرہ۔¹² شیخ طوسیؒ تفسیر قرآن شروع کرنے سے پہلے علوم قرآنی سے متعلق ایک بہترین اور رساترین مقدمہ ذکر کرتے ہیں۔ اس مقدمہ میں تفسیر بالرأے کی مذمت اور پھر اس کے بعد حدیث ثقلین کو اپنی بحث کا محور و مرکز قرار دیتے ہوئے تفسیر کی اہمیت واضح کرتے ہیں۔ اس کے بعد چند مطالب کو بیان کرنے کے بعد گذشتہ مفسرین کی تفسیروں کے طریقہ کار پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

- (1) نقلی تفاسیر: صدر اسلام سے لے کر اب تک مفسرین نے آیات کی تفسیر میں کتب حدیث سے نقل روایات پر اکتفاء کیا ہے اور کسی بھی قسم کی اپنی رائے دینے کو مردود قرار دیا ہے۔
- (2) لغوی تفاسیر: کچھ مفسرین نے صرف مشکل کلمات اور ان کے اشتقاق کے بارے میں تحقیق کی ہے جیسے مفضل اور ابو عبیدہ۔

- (3) ادبی تفاسیر: بعض مفسرین نے کلمات کی تصریف اور ان کے اعراب کے پہلو کو مد نظر رکھا اور ساتھ ساتھ آیات کے نکات بلاغی، معانی اور بیان کی طرف بھی توجہ دی ہے جیسے فراء، زجاج، شریف رضی اور ابو عبیدہ۔
- (4) کلامی تفاسیر: متکلمین میں سے ہر ایک نے قرآن سے استناد کرتے ہوئے اپنے نظریات کو ثابت اور مخالفین کے نظریات کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ جیسے معتزلہ میں سے علی جبائی اور اشاعرہ سے میں ابو بکر باقلانی۔

- (5) فقہی تفاسیر: فقہاء کے ایک گروہ نے قرآن کی تفسیر میں فقہی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہی آیات سے بحث کی ہے مگر دوسری آیات کی طرف کم توجہ دی ہے جیسے بلخی اور قرطبی وغیرہ۔

شیخ طوسیؒ اوپر بیان کیے گئے تفسیر کے مناہج اور طریقہ کار پر تنقید کرنے کے بعد بہترین منہج اور روش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”ابو مسلم محمد بن بحر اصفہانی اور علی بن عیسیٰ رثانی نے بہترین روش اور منہج کو اختیار کیا ہے؛ اس کے باوجود اپنی تفسیر میں ناپسندیدہ اور غیر ضروری چیزوں کو بھی شامل کر دیا ہے۔“¹³

تفسیر التبیان میں شیخ طوسیؒ کی روش تفسیری

شیخ طوسیؒ نے تفسیر شریف التبیان میں روش اجتہادی جامع اور کلامی ذوق کو اپنایا ہے کہ جو مختلف قرآنی علوم و فنون کو اپنے اندر سمونے ہوئے ہے۔¹⁴ اب ہم ذرا تفصیل کے ساتھ شیخ طوسیؒ کی ان روشوں اور طریقہ کار کو زیر بحث لاتے ہیں:

1. لغت واشتقاق میں شیخ طوسیؒ کی روش

شیخ طوسیؒ نے ابتدائی سورتوں میں لغوی ابحاث کا خصوصی طور پر اہتمام کیا ہے اور ان بحثوں میں ان کا طریقہ کار کچھ اس طرح سے رہا ہے:

(1) شیخ طوسیؒ آغاز بحث میں مترادف الفاظ کو بہ عنوان نظائر محور بحث قرار دیتے ہوئے ان کے نقیض کو ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد کلمہ کے مختلف مشتقات اور معانی کو ذکر کرتے ہوئے ”اصل الباب“ کہ کر اس کلمہ کے اصلی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ بقرہ کی 48 ویں آیت کے ذیل میں کلمہ عدل کے مترادفات کے بارے میں لکھتے ہیں: العدل و الحق والانصاف نظائر و العدل نقیض الجور۔۔۔ یعنی عدل، حق اور انصاف ایک دوسرے کے نظائر ہیں اور کلمہ عدل کا متضاد جور ہے۔ پھر کلمہ ”العدل“ کے مشتقات اور معانی کو چودہ سطروں میں وضاحت کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”و اصل الباب العدل هو الاستقامة“ عدل کا اصلی معنی استقامت ہے۔ اس کے بعد عدل کے اس معنی پر پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث سے استشاد کرتے ہیں۔¹⁵

(2) بہت سے موارد میں اصطلاحی کلمات کے درمیان پائے جانے والے فرق کو بیان کرتے ہیں: مثلاً سورہ بقرہ کی 235 ویں آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: ... والفرق بین الکنایة والتعریض، ان التعریض، تضییح الكلام دلالة على شيء ليس فيه ذكر له والكنایة، العدل عن الذکر الاخص بالشیء الی ذکر یدل علیه¹⁶ یہ بات مسلم ہے کہ کسی کلمہ کی تفسیر کے لئے بہترین طریقہ آیات و احادیث سے استشاد اور تمثیل کے علاوہ عربی اشعار و ضرب الامثال کو استعمال میں لانا ہے۔ تفسیر التبیان میں ان تمام طریقوں اور بالخصوص آخری روش سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔ مثلاً: سورۃ الفاتحہ میں کلمہ رب کی تفسیر کرتے ہوئے لغت سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: و اما الرب، فله معان فی اللغة، فیسیسی السید البطاع رباً، منه قوله تعالى: ”أَمَّا أَحْسَبُكَ فَأَيْسَتَقِي رَبَّهُ خَبْرًا“ (یعنی سیدہ¹⁷ .. لغت میں رب کے دو معنی ہیں ان میں سے ایک معنی (وہ سردار کہ جس کی اطاعت کی جائے) ہے۔ پس اس آیت

میں ”ربہ“ کا معنی سردار یا بادشاہ ہے۔ اسی طرح سورہ بقرہ کی 55 ویں آیت کے ذیل میں حدیث سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فالرؤيا والنظر والابصار نظائر في اللغة... وفي الحديث: لا يتراى احدكم في الماء الا لا ينظر فيه ---¹⁸؛ لغت میں رؤيا، نظر اور البصار نظائر ہیں کہ جن کا ایک ہی معنی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: لا يتراى کا معنی لا ينظر (نہ دیکھے) ہے۔ اسی طرح سورہ انفال کی 40 ویں آیت کے ذیل میں شیخ طوسی اشعار سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: و البولي على اقسام: ... و بمعنى الاولى مولى کے چند معانی ہیں۔۔۔ کہ ان میں سے ایک معنی اولویت رکھنے والا شخص ہے۔ کما قال لبید:

فقدت كلا الفرحين يحسب انه مولى البخافة خلفها و امامها

عربی شاعر لبید نے اپنے مندرجہ بالا شعر میں مولى کا معنی اولیٰ بالتصرف لیا ہے۔ نیز سورہ انشاق کی 14 ویں آیت کی تفسیر کے ذیل میں عربی ضرب المثل سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حاريجور حار اذا رجع .. یعنی لو ثاوفي البثل: ”نعوذ بالله من الحور بعد الكور“¹⁹ اس ضرب المثل میں ”الحور“ کا معنی بازگشت اور رجوع ہے۔

2. قرأت میں شیخ طوسی کی روش

شیخ طوسیؒ آغاز میں قرأت سے متعلق مختلف نظریات کو بیان کرنے کے بعد ہر ایک کی دلیل ذکر کرتے ہیں۔ پھر آخر پر اپنے نظریہ کو حجت کے ساتھ ثابت کرتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر اپنی نظر کا خلاصہ کردیتے ہیں یا پھر ان کلمات ”و الأولى احسنها لانها حظّ الصحف ..“²⁰؛ یعنی ان اقوال میں سے پہلا قول بہتر ہے یا ”و هو الاقوى“²¹ یعنی میرے نزدیک یہ قول قوی ہے۔ جیسی عبارات سے استفادہ کرتے ہیں۔ مثال: قوله تعالى: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ..“ (94:4) مدینہ کے قاریان، ابن عباس اور خلف نے ”سلم“ بغیر الف کے پڑھا ہے اور دوسرے قاریوں نے الف کے ساتھ ”سلام“ پڑھا ہے۔ حجت: جنہوں نے الف کے بغیر ”سلم“ پڑھا ہے تو انہوں نے اس آیت: ”وَالْقَوْلِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَامُ“ سے استدلال کرتے ہوئے اس کلمہ کو استسلام کے معنی میں لیا ہے اور عاصم نے سین کے کسرہ کے ساتھ (سلم) پڑھا ہے کہ جس کا متضاد جنگ ہے۔ اور جنہوں نے اس کلمہ کو الف کے ساتھ قرأت کیا ہے انہوں نے اس کے معنی دور دو توحیت کے لئے ہیں۔²²

3. قرآن کی قرآن سے تفسیر کی روش

قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے کا بہترین اور رساترین طریقہ تفسیر قرآن بہ قرآن یعنی ایک آیت کی دوسری آیات کے ذریعے سے تفسیر کرنا ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے اپنی تفسیر التبیان میں اس روش سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ مندرجہ ذیل موارد مثال کے طور پر ذکر کیے جاتے ہیں:

(1) شیخ طوسیؒ کبھی کبھار ایک کلمہ کو دوسری آیت کے ذریعے سے توضیح دیتے ہیں، جیسے ”وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ“ (164:2) والی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کلمہ ”سما“ کا معنی سقف یعنی چھت ہے چونکہ خدا تعالیٰ ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتا ہے: ”وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا“ (32:21) اسی طرح آپ آیت وضو میں ”...إِلَى الْمَرَاتِقِ“ میں ”إِلَى“ کی تفسیر ”مع“ سے کرتے ہوئے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے کچھ آیات سے استشاد کرتے ہیں۔ جیسے ”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ“ - (2:4) اور ”مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ (52:3) میں ”إِلَى“ کا معنی ”مع“ ہے۔

(2) اور کبھی ایک آیت کے مقصود اور مراد کو دوسری آیت کے ذریعے سے بیان کرتے ہیں۔²³ جیسا کہ اس آیت ”وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ“ (59:2) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”أنهم الملائكة والمؤمنون لقوله تعالى في وعيد الكفار“؛ لا عنون سے مراد ملائکہ اور مؤمنین ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو وعید کرتے ہوئے فرمایا: ”أُولَئِكَ جَزَاءُهُمْ أَنْ عَنِتُّهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ (87:3)۔

(3) کچھ آیات قرآنی میں ظاہر اتنا فی اور تناقض نظر آتا ہے لیکن شیخ طوسیؒ نے اپنی تفسیر میں دوسری قرآنی آیتوں کی مدد سے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہے: مثلاً بعض آیات میں زمین کی خلقت کو دو دن بیان کیا گیا ہے جیسے: ”قُلْ إِنَّكُمْ لَتَنكفرون بِاللَّهِ خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ...“ (9:41) اور ”فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ“ (12:41) اور کچھ آیات میں چھ دن کا ذکر ہوا ہے جیسے ”إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ“ - (53:7) یہاں پر شیخ طوسیؒ جواب دیتے ہیں: مذکورہ آیات میں کچھ بھی مغایرت اور تناقض نہیں ہے، چونکہ خدا تعالیٰ پہلی دو آیتوں میں فرماتا ہے کہ اس نے زمین، آسمان، پہاڑ، درخت اور بندوں کی روزی کو چار دنوں میں خلق کیا کہ مجموعی طور پر اس آیت شریفہ ”فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ“ کے دو دن ملا کر چھ دن مکمل ہو جاتے ہیں۔²⁴

4. قرآن کی سنت کے ذریعے تفسیر کی روش

یہاں سنت سے مراد چہارہ معصومینؑ کا قول، فعل اور تقریر ہے جو قرآن کے مخاطب اور راسخون فی العلم کا مصداق ہیں۔ معصوم اور ہر خطا سے محفوظ ہیں۔ شیخ طوسیؒ نے تفسیر میں احادیث معصومینؑ سے بہت استفادہ کیا ہے۔ ان روایات کی چند عمدہ اقسام درج ذیل ہیں:

• حقیقی اور اکمل معنی و مصداق کا بیان

آئمہ معصومینؑ کی بعض احادیث کسی اتم و اکمل مصداق کو بیان کرتی ہیں۔ جیسے: ”وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ...“ (45:7) اس آیت کی تفسیر کے بارے میں ابو جعفر امام محمد باقر (علیہ السلام) ارشاد فرماتے ہیں: رجال سے مراد یقیناً پیامبر اکرم ﷺ اور آئمہ اطہار ہیں۔ جناب شیخ اس آیت کے اس اتم اور اکمل مصداق کی تائید میں رسول خدا ﷺ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں: ”علیٰ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔“ اسی طرح باقرین (علیہما السلام) نے آیت ”وَمَنْ عِنْدَكَ عَلِمَ الْكِتَابِ“ (45:13) کے مصداق کامل کے بارے میں فرمایا: ”ان سے مراد آل محمد (علیہم السلام) ہیں؛ کیونکہ کتاب کا تمام علم ان کے پاس ہے اور ان کے علم میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں پائی جاتی۔“²⁵

• اظہر و احسن مصداق کا بیان

کچھ احادیث آئمہ معصومین (علیہم السلام) کسی اظہر و احسن مصداق کو بیان کرتی ہیں۔ جیسا کہ اس آیت ”وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَكْفِيكَ اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ“ (105:9) میں ”المؤمنون“²⁶ کا معنی بیان کرتے ہوئے شیخ فرماتے ہیں: ”خبر میں آیا ہے کہ سوموار اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیامبر اکرم ﷺ اور آئمہ اطہار (علیہم السلام) کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ وہ ان سے آگاہ رہیں اور وہ مصداق اظہر و احسن مؤمنون“ ہیں۔²⁷ اس کے علاوہ سورہ انبیاء کی ساتویں آیت ”فَسْئَلُوا أَهْلَ الْبَيْتِ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ کے مصداق احسن کے بارے فرماتے ہیں اہل ذکر سے مراد امیر المؤمنین (علیہ السلام) ہیں چونکہ روایت میں آیا ہے آپ نے فرمایا: ”ہم اہل ذکر ہیں“ اور فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر گواہ سورہ طلاق کا جملہ ”ذکر ارسولا“ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو ”ذکر ا“ سے خطاب کیا ہے۔²⁸

• مصداق کا بیان

بعض احادیث بہت سے مصداق میں سے کسی ایک مصداق کو بیان کرتی ہیں۔ جیسا کہ جناب امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: ”عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ“ (65:6) کا معنی سلطان جائز ہے اور ”أَوْ مِنْ

تَحْتَ أَذْجَلِكُمْ“ سے مراد سفلہ پن اور پستی ہے کہ جس میں خیر نہیں، اور ”أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا“ سے مراد عصیت اور ”يَذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ“ سے مراد برا ہمسایہ ہے۔²⁹

• قرآنی عموم کی تخصیص

کچھ ایسی روایات بھی ہیں کہ جو عموم قرآنی کو تخصیص دیتی ہیں یعنی وہ روایات کہ جن میں محض درحقیقت لفظ عام کی تفسیر بیان کرتا ہے۔³⁰ جیسے ”وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامًا...“ (184:2) امام جعفر صادق (علیہ السلام) نے فرمایا: ”الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ“ سے مراد صحت مند آدمی ہے۔ اسے چاہیے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔“

• فقہی حکم کا بیان

وہ روایات معصومین ہیں کہ جو حکم فقہی میں پائے جانے والے ابہام کو رفع کرتی ہیں³¹: جیسے ”وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ...“ (20:4) ظاہر آیت سے یوں لگتا ہے کہ کسی صورت میں بھی شوہر کا رجوع جائز نہیں ہے لیکن روایات میں اسے مکروہ شمار کیا گیا ہے یعنی رجوع جائز ہے حرام نہیں۔

• ظواہر آیات کی تائید

یہ وہ روایات ہیں کہ جو آیات کے ظہور کے موافق اور مؤید ہیں جیسے: ”إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا“ (53:39) اس آیت کی تفسیر میں حضرت فاطمہ (علیہا السلام) نے فرمایا: ”خدا تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اسے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔“³²

• اسباب نزول کا بیان

تفسیر التبیان میں کچھ روایات اسباب نزول سے متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ دہر کی اس آیت ”وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ...“ کے سبب نزول کے بارے میں علماء عامہ اور خاصہ سے نقل ہوا ہے کہ یہ آیات حضرات آل محمد علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔³³

• آیات کی تاویل

تاویلی روایات آیت کے ظاہری معنی کے برخلاف معنی و مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ درحقیقت یہ روایات اس لفظ کے باطنی معنی کو مصداق کے عنوان سے بیان کر رہی ہوتی ہیں: جیسے: ”وَلَيْسَ الذُّبَابُ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ.“ (189:2) کی تفسیر میں امام باقر (علیہ السلام) سے نقل ہوا ہے کہ فرمایا: ہر کام کو اس کے مطابق انجام دیا جائے۔³⁴

• استطراد

تفسیر میں کچھ روایات آیت کے استطرادی معانی کو بیان کرتی ہیں۔ مثلاً اس آیت کریمہ ”وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ، إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ.“ (42:3) کے ذیل میں روایت نقل ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے استطراداً فرمایا: ”حضرت خدیجہ میری امت کی تمام عورتوں سے برتر ہیں، جیسا کہ مریم، زنان عالم سے برتر خاتون ہیں“ اور یہ بھی فرمایا: ”تمام کائنات کی بہترین خواتین چار ہیں: مریم دختر عمران، آسیہ زین فرعون، خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہ دختر محمد ﷺ۔“³⁵

5. التبیان میں عقل و درایت سے تفسیر کی روش

تفسیر عقلی سے مراد وہ روش تفسیر ہے کہ جس میں روشن اور واضح عقلی قرآن (کہ جو عموماً الفاظ کے معانی کو سمجھنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں) کی طرف توجہ کرتے ہوئے قرآن کی تفسیر کی جاتی ہے۔ شیخ طوسیؒ اپنی تفسیر کے مقدمہ میں ”تفسیر بہ راہی“ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے اخباریوں کے اس قول کو رد کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن صرف ”اثر صحیح“ کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔³⁶ شیخ طوسیؒ نے اپنی مختلف فقہی اور اصولی کتب میں ان اخباریوں کو جاہل اور عوام زدہ اہل حدیث قرار دیتے ہوئے مقابلہ کیا ہے³⁷ اور کچھ آیات اور روایات سے استدلال کرتے ہوئے تفسیر بہ عقل و درایت کو معتبر شمار کیا ہے۔ شیخ طوسیؒ ان آیات کو کہ جو قرآن مجید میں تدریجاً کرنے والوں کی ستائش کرتی ہیں ان کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: کہ خدا تعالیٰ قرآن سے معافی و مفاہیم کو استخراج کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے: لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ. (82:4) اور اس کے برعکس جو لوگ قرآن مجید میں تدریجاً نہیں کرتے ان کی مذمت کرتا ہے، جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ النَّقْمَ أَنْ أَمَرَ عَلَى قُلُوبِ أَفْعَالُهَا۔ (24:47) پھر اس کے بعد حدیث ثقلین سے استناد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اس حدیث شریف کے مطابق قرآن حجت ہے اور فرامینِ عترت و اہل بیت رسول علیہم السلام بھی حجت ہیں؛ پس جو چیز حجت ہو وہ کیسے قابل فہم نہیں ہو سکتی؟“

شیخ طوسیؒ اپنی تفسیر التبیان میں روش تفسیر بہ عقل سے استفادہ کرتے ہوئے اس آیت ”يَذُكَّرُ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ“ (10:48) کی اس طرح تفسیر کرتے ہیں: حکم عقل کے مطابق چونکہ خدا تعالیٰ جسم و جسمانیات سے پاک ہے پس اس آیت میں کلمہ ”یذکر“ کا اطلاق بطور کنایہ آیا ہے، چونکہ ہاتھ ہر فرد کے لئے توانائی اور قدرت کی علامت ہے؛ لہذا اس آیت میں قدرت خدا کے بیان کے لئے ”یذکر“ کی تعبیر لائی گئی ہے۔³⁸

6. فقہی آیات کی تفسیر کی روش

شیخ طوسیؒ فقہی آیات کی تفسیر میں مختلف طریقے اپناتے ہیں کہ جن کو بطور اجمال بیان کرتے ہیں:

- (1) شیخ طوسیؒ اپنی جامع روش میں آیات فقہی کی تفسیر کو بیان کرتے ہوئے، بالترتیب سب سے پہلے قرأت آیہ اس کے بعد نحوی بحث اور کبھی کبھار اسباب نزول کو ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آیت کی تفسیر کے بارے میں کوئی روایت یا کسی قول کی تائید یا کوئی اور چیز پیدا کر لیتے ہیں تو انہیں بھی رشتہ تحریر میں لاتے ہیں جیسے آیت مبارکہ: ”فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ...“ (84:2) کے نوع حکم کو بیان کرنے کے لئے کہ آیا یہ آیت حکم وجوب پر دلالت کرتی ہے یا استحباب پر چند روایات نقل کرتے ہیں۔ جیسے: زہری نے ابو سلمہ سے اور انہوں نے پیامبر اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر کی حالت میں روزہ رکھنے والا ایسے شخص کی مانند ہے کہ جس نے حضر میں روزہ توڑ دیا ہو۔ اور اسی طرح امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے باپ نے کبھی بھی سفر میں روزہ نہیں رکھا ہے اور روزہ رکھنے سے نہیں کرتے تھے اور اسی طرح ابن عباس اور امام باقر (علیہ السلام) سے بھی نقل ہوا ہے کہ سفر میں روزہ کو افطار کرنا واجب ہے لہذا اس آیت میں مسافر اور مریض کے لئے روزہ کے افطار کا حکم وجوب ان روایات کے توسط سے صراحتاً سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ روایات واضح طور پر وجوب کے حکم پر دلالت کرتی ہیں۔³⁹
- (2) شیخ طوسیؒ اکثر مباحث فقہی میں پہلے ایک مسئلہ کو بیان کرتے ہیں پھر اس کے بعد مذاہب اربعہ کے آئمہ کے فقہی نظریات کو ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد امامیہ کی نظر کو ”وعندنا“ یا ”وفی مذہبنا“ کی اصطلاح کے ساتھ واضح کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ بقرہ کی 185 ویں آیت کے ذیل میں ماہ مبارک رمضان کے قضا روزہ کے بارے میں کہتے ہیں: ”ماہ مبارک کے روزہ کی قضا مسلسل یا بغیر تسلسل کے جائز ہے لیکن ان روزوں کو تسلسل کے ساتھ رکھنا بہتر ہے، مالک اور شافعی بھی اسی نظر کے قائل ہیں۔ عراقی فقہاء کا قول ہے کہ انسان قضاء رمضان میں صاحب اختیار ہے۔ علماء امامیہ کے نزدیک اگر ایک شخص جان بوجھ کر روزہ کو جماع کے ذریعے سے باطل کرتا ہے تو اس پر روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں اور اس کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اور اگر استطاعت نہ رکھتا ہو تو دو ماہ تک مسلسل روزہ رکھے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔“⁴⁰ التبیین میں اس طرح کی روش تفسیر اغلب فقہی آیت کے ضمن میں دکھائی دیتی ہے۔
- (3) بعض فقہی مباحث کو بیان کرنے میں شیخ طوسیؒ (رحمۃ اللہ علیہ) صرف مذاہب اربعہ کے فتاویٰ کے نقل پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اپنی نظر فقہی کو بھی بیان کرتے ہیں بلکہ کچھ موارد میں آیت کے ظہور یا روایت کے

ضعیف ہونے یا سند یا متن میں ضعف ہونے کی بنا پر روایات آئمہ اطہار (علیہم السلام) کا سہارا لے کر ان اقوال کو نادرست قرار دیتے ہیں۔ جیسے تیمم کی آیہ کریمہ ”إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ“ (43:4) کے ذیل میں امام صادق علیہ السلام کے فرمان سے استناد کرتے ہوئے حضرت عمر کے قول کو رد کرتے ہیں کہ یہ آیت مساجد میں جنب کے داخل ہونے کی نہیں کے بارے میں ہے نہ یہ کہ جنب شخص تیمم کرے۔“

نتیجہ تحقیق

تفسیر التبیان پہلی جامع، اصیل ترین، قدیمی ترین اور بہترین شیعہ تفسیر ہے جو قرآنی علوم و فنون اور دوسری تمام اصحاہ پر مشتمل ہونے کے ناطے تمام شیعہ تفسیروں کے لئے ام النفسیر اور الہام بخش ہے۔ اس کی روش اجتہادی و جامع ہے اور یہ کلامی و ادبی رنگ رکھتی ہے۔ اس تفسیر میں فقط نقل پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ عقل پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ شیخ طوسیؒ اپنی تفسیر میں آیت کے متن کو لانے کے بعد سب سے پہلے مشکل کلمات کی تحقیق اور قرآنیوں کے اختلاف کو بیان کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اسی ضمن میں مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد آیت کے مفہوم کو مختصر اور مطلوب صورت میں بیان کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شان نزول اور فقہی اور اعتقادی اختلافات پر بھی اپنی خاص نظر دیتے ہوئے اسے پر رنگ صورت میں واضح کرتے ہیں۔ شیخ طوسی نے اول سے آخر تک اپنی اس تفسیر کو شیعہ اور سنی مفسرین کے اقوال اور نظریات کو بیان کر کے مستحکم اور قوی بنایا ہے اور ساتھ ساتھ کوشش کی ہے کہ اس ضمن میں چہارہ معصومین (علیہم السلام) سے روایات کو بطور شاہد پیش کر کے اپنی نظر سامنے لائیں۔ اس تفسیر میں انتہائی متانت اور احترام کے ساتھ کئی مخالف فرقوں کے شکوک و شبہات اور اعتراضات کے قانع کنندہ جوابات دیے گئے ہیں۔

حوالہ جات

- 1- شیخ آقا بزرگ، تہرانی، طبقات اعلام الشیعہ (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1430ق) 161۔
- 2- ایضاً: 162۔
- 3- شیخ عباس قمی، تحفۃ الاحباب (تہران، اسلامیہ اخوندی، 1369) 324۔؛ محمد باقر بن زین العابدین، خوانساری، روایات الجنات، ج 6 (قم، مؤسسہ اسماعیلیان، 1352ش) 216۔

- 4- محسن المین، اعمیان الشیعہ، ج9 (بیروت، دارالتعارف، 1403) 160-
- 5- اکبر، ایرانی، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان (...، سازمان تبلیغات اسلامی، 1371) 15-
- 6- محمد بن حسن، طوسی، النہایۃ فی مجرد الفقہ والنقاوی، مقدمہ آقا بزرگ (بیروت، دارالکتب العربی، ...) 36، 39-
- 7- مہدی کپانی، زارع، شیخ طوسی و تفسیر تبیان (...، خانہ کتاب، 1389 ش) 8-
- 8- محمد ابن الحسن، الشیخ الطوسی، التبیین فی تفسیر القرآن (بیروت، مکتب الاعلام الاسلامی، 1409 هـ ق)-
- 9- شیخ ابو علی الفضل بن حسن، طبری، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج1، تحقیق و تعلق؛ سید ہاشم رسولی محلاتی (بیروت، ...) 10-
- 10- البینا۔
- 11- شیخ محمد بن حسن بن علی بن حسن، طوسی، الفہرست (...، دانشگاه مشهد، ...) 288-
- 12- اکبر، ایرانی، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان (...، سازمان تبلیغات اسلامی، 1371) 91-
- 13- الشیخ الطوسی، التبیین فی تفسیر القرآن، مقدمہ: 2-
- 14- ایضاً، 1/ 17.
- 15- ایضاً، 1/ 215-
- 16- ایضاً، 2/ 266-
- 17- ایضاً، 1/ 32-
- 18- ایضاً، 5/ 122-
- 19- ایضاً، 10/ 311-
- 20- ایضاً، 2/ 190-
- 21- البینا، 3/ 125-
- 22- ایضاً، 3/ 297-
- 23- ایضاً، 2/ 47-
- 24- ایضاً، 9/ 110-
- 25- اکبر، ایرانی، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان: 119-
- 26- الشیخ الطوسی، التبیین فی تفسیر القرآن، 5/ 340-
- 27- ایضاً، 7/ 232-
- 28- اکبر، ایرانی، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان: 120-
- 29- الشیخ الطوسی، التبیین فی تفسیر القرآن، 4/ 163-
- 30- ایضاً، 2/ 119-
- 31- ایضاً، 3/ 151-
- 32- ایضاً، 9/ 37-

- 33- ایضاً، 10/211-2
 34- ایضاً، 2/135
 35- ایضاً، 2/456-
 36- اکبر، ایرانی، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان: 98-
 37- محمد بن حسن بن علی بن حسن، طوسی، مقدمہ عدۃ الاصول (قم، مؤسسہ آل البیت، ...) ...
 38- اکبر، ایرانی، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان 101-
 39- ایضاً، 117-
 40- محمد بن یعقوب، الکلبینی، اصول کافی، ج1، شرح و ترجمہ سید جواد مصطفوی (تہران، علمیہ الاسلامیہ، ...) 302-308-

کتابیات

- (1) تہرانی، شیخ آقا بزرگ، طبقات اعلام الشیعہ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1430ق۔
- (2) قمی، شیخ عباس، تحفۃ الاحباب، تہران، اسلامیہ اخوندی، 1369-
- (3) محمد باقر بن زین العابدین، خوانساری، روایات الجنات، قم، مؤسسہ اسماعیلیان، 1352ش۔
- (4) امین، محسن، اعیان الشیعہ، بیروت، دارالتعارف، 1403-
- (5) ایرانی، اکبر، روش شیخ طوسی در تفسیر تبیان، ...، سازمان تبلیغات اسلامی، 1371-
- (6) طوسی، محمد بن حسن، النہایہ فی مجر والفقر والفتاوی، بیروت، دار الکتب العربی، ...
- (7) زارع، مہدی کمپانی، شیخ طوسی و تفسیر تبیان، ...، خانہ کتاب، 1389ش۔
- (8) طبری، شیخ ابو علی الفضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، بیروت، ...
- (9) طوسی، شیخ محمد بن حسن بن علی بن حسن، الفہرست، ...، دانشگاہ مشہد، ...
- (10) طوسی، محمد بن حسن بن علی بن حسن، طوسی، مقدمہ عدۃ الاصول، قم، مؤسسہ آل البیت، ...
- (11) کلبینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق رازی، اصول کافی، تہران، علمیہ الاسلامیہ، ...